ساتھ ساتھ

ہم یہ کئی بار سُن چکے ہیں کہ ایمان تو دِل میں ہوتا ہے یا یہ کہ ہم کون ہوتے ہیں کسی پر کوئی فیصلہ دینے والے؟

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ رجُلاً قال : "واللهِ لا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلانٍ وإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ : مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لا أَغْفِرَ لِفُلان،فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلانٍ، وأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ " »

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ کون ہے جو مجھے پابند کرتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کرونگا۔ میں نے اس شخص کو معاف کر دیا اور تمہارے اعمال برباد کر دیئے"۔

اسی طرح کی ایک اور حدیث جو ابوداؤد سے روایت ہے، اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک دیندار آدمی تھا جس کے گزشتہ نیک اعمال یہ خود ساختہ دعویٰ کرنے پر ضائع ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کے بُرے اعمال کو معاف نہیں کریں گے۔ مسلم میں بھی اس کا حوالہ موجود ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی کے دِل میں کیا ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس کے بارے میں فیصلہ دینے کی صلاحیت کسی کے پاس نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

« "ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ وَقَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" »

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی میں یہ تین خصلتیں ہوں تو وہ منافق ہے، خواہ وہ روزے رکھتا ہو، نماز کی پابندی کرتا ہو، حج و عمرہ ادا کرے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ (وہ تین نشانیاں یہ

ہیں): جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے"۔

ذرا غور کریں، ہم میں سے کوئی بھی منافق ہو سکتا ہے، وہ بھی جو نماز کی پابندی کرتا ہو اور وہ بھی جو نماز نہ پڑھتا ہو، وہ شخص بھی جو روزے رکھے اور وہ بھی جو نہ رکھتا ہو، وہ عورت بھی جو حجاب کرتی ہو اور وہ بھی جو اس کی پرواہ نہ کرتی ہو۔ یہ تو دراصل دل کا معاملہ ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے دِل میں موجود ایمان کے ایک ایک ذرّے سے بھی باخبر ہیں اور اس سے بھی جو کہ ہمارے دلوں میں نہیں ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیوں اس کی پرواہ کریں کہ کس کا "ایمان" زیادہ ہے؟ ہم آخر موازنہ ہی کیوں کریں؟ بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ ہم دوسروں میں عیب تلاش کرکے موازنہ کر رہے ہوتے ہیں تاکہ یہ جان کر مطمئن ہو جائے کہ دوسرا شخص بھی کوئی کامل مومن نہیں ہے؛ یا کبھی کبھی یہ موازنہ ہمیں اپنے آپ کیلئے مزید محنت نہ کرنے کا بہانہ فراہم کرتا ہے اور کبھی کبھار ---- یہ واقعی اس لئے ہوتا ہے کہ ہم اپنا موازنہ ایسے شخص سے کرنا چاہتے ہیں جو بظاہر بہت "متقی وپرہیزگار" نظر آتا ہے۔

جو بات ہمیں جاننے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اس بات سے باخبر ہیں کہ ہمارے دِلوں میں کیا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی یہ معلوم ہے کہ ہم کیا اعمال کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔ لیکن اس سب کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا نہیں کہا، یعنی ایک مسلمان بھائی یا بہن کی حیثیت سے ایک دوسرے کی رہنمائی کرنا اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنا۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ توبہ، آیت 71 میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے"۔(التوبہ: 71)

ہم ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہیں... ہم ایک دوسرے سے بھلائی کرنے کے لئے ہی ہیں تا کہ اس کی نشاندہی کرتے رہیں کہ کیا حق ہے اور کیا باطل، تا کہ یک جان ہو کر ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ ہاں، یہ ضرور درست ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دلوں میں نہیں جھانک سکتے، البتہ ہم اس بات سے بھی ہر گز اختلاف نہیں کریں گے ... کہ جب کسی کے دِل میں خالص اور حقیقی ایمان بھر جاتا ہے تو وہ ایمان اس کے اعمال سے بھی جھلکنے لگتا ہے۔ یہ ایمان اس شخص کے اطوار سے بھی نظر آنے لگتا ہے، یعنی جب وہ بولتا ہے، جب وہ چلتا ہے، وہ جیسا لباس پہنتا ہے ... ... غرض اس کے ہر عمل سے ایمان ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ ایمان بالکل روشن اور واضح نظر آتا ہے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ انسان گنہگار پیدا ہوا ہے۔

« كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ »

"تمام بنی آدم خطاکار ہے لیکن ان خطاکاروں میں سے بہترین وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں"۔

یہ ایسا معاملہ نہیں جس کا فیصلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان پر چھوڑ دیا ہو۔ یہ مباح اور مندوب کے زُمرے میں بھی نہیں آتا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے فرض قرار دیا ہے لہٰذا اگر ہم اپنی فکر کا مزید گہرائی میں تجزیہ کریں تو کیا ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں زیادہ معلوم ہے؟ استغفر اللہ! در حقیقت ہمیں معلوم ہے کہ ایسے خیالات، معاشرے سے دین کا فہم مِٹ جانے اور ہر طرف سے آنے والے اختلافی دباؤ کو محسوس کرنے کے نتیجہ کے طور پر پائے جاتے ہیں، خصوصاً نام نہاد آزاد خیال معاشروں میں جو چاہے مغرب میں ہوں یا وہ جو مغرب جیسا بننا چاہتے ہیں۔

ہم کوئی کامل مومن نہیں ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی کامل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ہمیشہ اپنے فرائض کو پورا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیئے اور اپنی خطاؤں و لغزشوں پر سچے دِل سے توبہ کرنی چاہیئے۔ کیا فرائض کی ادائیگی کے بغیر اسلامی شخصیت کی اقدار یا اخلاق کی کوئی حیثیت ہے؟ کیا اسلامی شخصیت کی اقدار، یعنی اخلاق کے بغیر ادا کیے جانے والے فرائض قابلِ قبول ہیں؟ اسلام اپنی مرضی سے چن لینے والے اعمال نہیں، یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسلام پر چلنے میں ہماری مدد کرے تاکہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کی خاطر اسی طرح اس کی اطاعت کر سکیں جیسا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔